



السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

احقر کو چند ایک شبہات نے ورطہ اضطراب میں ڈال رکھا ہے۔ یہ جب میرے دماغ میں انتہائی صورت میں مستحکم ہوتے ہیں تو میرا ایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ مبادا میں کہیں ہلاک ہو جاؤں۔ آپ میری پوری تشفی فرمائیں۔ ہمارے علاقے میں ایک آدمی موسوم مہر شاہ گزرا ہے جس کی کرامات یں طور پر آج بھی ظاہر ہیں۔ جن کا شیطانی اولیاء سے ظہور پذیر ہونا ناممکن ہے اور یہ شخص شریعت کا سنت دشمن تھا۔ شراب نوشی کا عادی، افیون کا رسیا غرضیکہ کل منشیات اس کا معمول تھا۔ نماز روزہ ادا کرنا تو کچا بلکہ اس کی مخالفت کرتا تھا۔ کتوں کے ساتھ ہمیشہ اکٹھا بیٹھ کر کھانا کھایا کرتا تھا۔ اس کے بغیر کھانا ہی نہ تھا خواہ کتنے روز فاقہ کشی کرنی پڑے۔ اب میں اس کی کرامات سلسلہ وار بیان کرتا ہوں۔

1: کرامت:

پیر مہر شاہ ایک گاؤں سے گزر رہا تھا دو عورتوں نے اسے آگے اور بہت منت سماجت کی کہ ہمارے گھر اولاد نہیں ہمیں اولاد دو۔ پیر صاحب نے ارد گرد دیکھا تو ایک کانڈ نظر پڑا۔ اس کو اٹھا کر ویسے ہی ایک کوند سے لکھنے لگا اور دو تعویذ تیار کیے۔ اور دونوں تعویذ اکٹھا کر کرتے وقت پھٹ گئے اور ایک ایک کر کے دونوں عورتوں کو بانٹ دیے اور کہا جاؤ تمہارے گھر سال کے اندر ایک ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ مگر ایک ایک آنکھ سے اندھے ہوں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ دونوں لڑکے موجود ہیں جو اس وقت جوان ہیں۔ پیر کی زندہ کرامت دنیا دیکھ رہی ہے اور اس نے کہا تھا تعویذ پھٹنے کی وجہ سے کانے ہوں گے۔ فائز

2: کرامت:

پیر صاحب مذکور ایک آدمی کے ہاں وارد ہوئے اور اس کو کہنے لگے۔ مجھے دودھ پلاؤ۔ اس نے نہایت عاجزی سے عرض کی۔ پیر میری بھینس بھی حاملہ ہے جب جنگی تو پلاؤنگا پیر صاحب خاموش ہو کر چلے گئے۔ چند دنوں بعد پیر صاحب تشریف لائے تو اس کی بھینس سوئی ہوئی تھی۔ اس نے پیر صاحب کو سیراب کر کے دودھ پلایا۔ تو پیر صاحب نے دعا دی کہ جاؤ تمہارے گھر بھینس ہمیشہ مادہ ہی بنا کریں گی اور بہت بڑھیں گی۔ چنانچہ اب اس کے پاس چالیس بھینس ہیں اور مادہ ہی بنتی ہیں۔ اس دعا کے بعد کسی بھینس نے آج تک ایک زبھی نہیں بنا۔ فائز

3: کرامت:

ایک مرید پیر صاحب کے پاس آیا اور کہا۔ فلاں گھر میری منگنی (نہت) ہوئی ہے اور وہ مجھے اب رشتہ نہیں دیتے۔ پیر صاحب اس کے گھر گئے۔ انہوں نے نہ مانا۔ پیر صاحب نے بد دعا دی کہ تمہاری لڑکی کے بے صبری کر دے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ اب زندہ ہے۔ زنا کرانے سے سیراب ہی نہیں ہوتی۔ جب دیکھو بازاروں میں پھرتی نظر آتی ہے۔ فائز

4: کرامت:

ایک گاؤں میں پیر صاحب گئے وہاں پھر کھٹے تھے۔ لوگوں نے شکایت کی۔ پیر صاحب نے کہا مکاؤں کے اندر سویا کرو پھر نہیں کاٹیں گے۔ چنانچہ اب تک ایسے ہی ہوتا ہے جب لوگ اندر سوتے ہیں تو پھر نہیں کھٹے جب باہر سوتے ہیں پھر ویسے ہی کھٹے ہیں۔

اسی طرح اور بہت سے واقعات خوارق عادات ہیں جن کو میں ہتھوڑتا ہوں۔ یہ چند بطور ”مشتے از خرارے“ پیش کر دیتے ہیں۔ خدا کے دشمنوں سے ایسی کرامتوں کا ظہور پذیر ہونا کیا حکمت ہے؟

نبی علیہ السلام کے کلیات جو مقرر شدہ ہیں غلط ہیں؟ مفصل لکھیں اس میں کیا حکمت ہے؟ ازراہ کرم کتاب و سنت کی روشنی میں جواب دیں جزاکم اللہ خیرا

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ، أما بعد

آپ خدا کے فضل سے قرآن و حدیث سے واقف ہیں پھر ایسے توہمات میں کس طرح چلے گئے۔ قرآن مجید میں اولیاء اللہ کی علامت یہ نہیں بتلائی کہ ان سے خرق عادات صادر ہوں۔ بلکہ ان کی علامت ایمان تقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔ بتلائی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

ترجمہ :- اولیاء اللہ کو کسی قسم کا خوف نہیں ہوگا، اور نہ وہ غم کھائیں گے۔ اولیاء اللہ وہ ہیں جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے تھے۔

اس آیت کریمہ نے مسئلہ بالکل صاف کر دیا کہ ولایت کا معیار ایمان اور تقویٰ ہے نہ کہ خرق عادات۔ اگر خرق عادات سے ولایت حاصل ہو سکتی ہے تو پھر دجال سب سے فوق المرتبہ ولی ہے۔ کیونکہ آسمان وزمین اس کے تابع ہوں گے۔ زمین کو سبزہ اگانے کا حکم دے گا وہ سبزہ اگانے گی۔ آسمان کو حکم دے گا وہ بارش برساتے۔ وہ بارش برساتے گا۔ زمین کے خزانے اس کے پیچھے اس طرح چلیں گے جیسے شد کی مکھیاں ایک طرف کو اکٹھی ہو کر جاتی ہیں۔ جن پر چاہے گا قیط سالی کر دے گا جن پر چاہے گا خوش حالی کر دے گا۔ جنت دوزخ اس کے ہاتھ ہوگا۔ باوجود اس کے وہ اشد کافر ہے اور خدا کا دشمن ہے عیسیٰ علیہ السلام اس کو اپنے ہاتھ سے قتل کریں گے۔

جو خرق عادات آپ نے ذکر کی ہیں۔ دجال کے مقابلہ میں وہ کسی گنتی میں نہیں۔ ایک آدھ خرق عادات کسی سے ہو جائے یا کوئی پیش گوئی درست نکل آئے تو دجال سے بہت کم ہے۔ جب وہ خدا کا دشمن ہے تو دوسرا شرع کے خلاف چلنے والا شخص محض خرق عادات سے کس طرح ولی ہو سکتا ہے؟ مشکوٰۃ وغیرہ میں حدیث ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جن شیاطین زمین سے آسمان تک ایک دوسرے پر کھڑے ہو جاتے ہیں جب آسمان میں خدا کوئی فیصلہ کرتا ہے جو اہل زمین سے متعلق ہوتا ہے جیسے کسی کی موت و حیات کسی کی ہدایت، ضلالت یا امیری غریبی یا اسی قسم کا کوئی اور فیصلہ تو فرشتے ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کیا فیصلہ کیا۔ اس موقع پر جن شیاطین کوئی بات سن لیتے ہیں اور زمین میں گاہنوں کے کانوں میں ڈال دیتے ہیں۔ اس کے ساتھ بہت سے جھوٹ ملاحظیت ہیں۔ آسمانی بات تو من و عن صحیح ہو جاتی ہے۔ اس کے ساتھ جھوٹ بھی بچ سمجھے جاتے ہیں۔ حالانکہ شریعت کی رو سے گاہن کافر ہیں۔ اس سے صاف معلوم ہو کہ خرق عادات پر ولایت کا مدار نہیں۔ ہاں ایمان اور پرہیزگاری کے بعد اگر کسی کے ہاتھ سے ایسا معاملہ ظاہر ہو جائے تو یہ اس کی کرامت ہے۔ اگر شریعت کا پابند نہیں اور پھر اس کے ہاتھ پر دجال کی طرح خرق عادات ظاہر ہو جائے یا گاہنوں کی طرح اس کی پیش گوئی پوری ہو جائے یا خبر صحیح ہو جائے تو یہ کرامت نہیں۔ بلکہ اس کو استدراج کہتے ہیں۔ یعنی آہستہ آہستہ ہکڑنا۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم پر خدائی انعام پورا ہو رہا ہے اور درحقیقت وہ بوجہ سرکشی کے دوزخ کے قریب ہو رہے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

سَنَنْتَنِي رَجُلًا مِّنْ خِثْلٍ لَّيْلَتُونَ - سورة الاعراف 182

ترجمہ :- ”ہم ان کو آہستہ آہستہ لیے طریق سے ہکڑتے ہیں کہ ان کو خبر نہیں ہوتی۔“

اس کے علاوہ اکثر اس قسم کے قصے جھوٹے اور مصنوعی ہوتے ہیں۔ ان کی اصلیت کچھ نہیں ہوتی۔ دارحی منڈے فقیر شرع کے مخالفت لیے قصے جوڑ جوڑ کر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ عوام کا لالچام سن سن کر فریفتہ ہو جاتے ہیں۔ آپ خود ہی اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ گدھی کے ساتھ بد فہمی کا قصہ کیسا افتراء ہے ایسا فعل کر کے بھی پیر بنا رہے اور اس کی دعا بھی تیر بہدت ہو۔ ایسے قصہ کی عامی سے عامی بھی تصدیق نہیں کر سکتا۔ آپ کے لیے یہ خطرہ کا باعث کس طرح بن گیا۔

اسی طرح پیر مہر شاہ کی کرامت جھوٹ ہے۔ اگر تعویذ کے پھٹنے کا اثر پڑتا تو نصف دھڑ پر پڑنا صرف آنکھ پر پڑنے کا کچھ مطلب نہیں۔ اصل میں وہ اتفاقیہ کائناتے ہو گئے۔ شہرت دینے والوں کو ایک بہانہ مل گیا کہ تعویذ پھٹنے کا اثر ہے۔ آپ ہمارا رسالہ ”سماع موتی“ ملاحظہ کریں۔ آپ کی پوری تسلی ہو جائے گی۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا خاص اس موضوع پر ایک رسالہ ہے اس کا نام ہے ”الفرقان بین اولیاء الرحمن والیاء الشیطان“ اس کا اردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے وہ منکوا کر ضرور مطالعہ کریں۔

ہذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ الہدیث

کتاب الایمان، مذاہب، ج 1 ص 198

محدث فتویٰ